علامہ محمد مدنی رحمہ اللہ

بچپن سے جوانی تک.....ایک عہد ساز شخصیت

اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موجِ تند جولاں بھی　　نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہہ و بالا

علامہ محمد مدنی ؒ کی وفات حسرت آیات کا صدمہ ابھی تک کم نہیں ہوا۔ حلقۂ احباب اور اہل خاندان ابھی تک پہلے ہی دن کے رنج و غم کی کیفیت کا شکار ہیں۔ مگر علامہ موصوف سے محبت کا رشتہ ہم سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم انہیں ہر دم اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور انہیں خراجِ تحسین پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ معروضی حالات اور دستیاب وسائل میں ان کے مشن کو آگے بڑھانے کیلئے مردانہ وار جد و جہد کی جائے۔

علامہ مرحوم نے اسلام کی حقانیت، قرآن کی عظمت اور حدیثِ رسول ﷺ کی تبلیغ و اشاعت کیلئے مردانہ وار جد و جہد کی اور اپنی شبانہ روز محنت اور جرأت مندانہ کردار سے اپنے مؤقف کا لوہا منوایا۔ پاکستان میں دینی حلقوں کیلئے فضا سازگار نہیں اور خالصتاً قرآن و حدیث کے ماننے والوں کے رستے میں تو حکومتی سطح سے لے کر عوامی سطح تک ہر موڑ پہ مشکلات اور رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں مگر ان نا مساعد حالات میں بھی علامہ صاحب نے اپنا آپ منوایا۔

ہوا تھی گو تند و تیز　مگر چراغ اپنا جلا رہا تھا　وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیئے تھے اندازِ خسروانہ

بجلی کی طرح چمکتا، گرجتا اور برستا انسان.....اور مطلعِ جہلم پر چمکنے والا یہ ستارہ کوئی چالیس سال تک اسلام کی خدمت کے بعد غروب ہو گیا۔ ابتدائی زندگی کے بیس پچیس سال تحصیلِ علم میں گزارے اور فاضل مدینہ یونیورسٹی کا تاج سر پر سجایا۔ پہلے وہ صرف خطیب تھے.....پھر معلم اور آخر میں مبلغ ہوئے۔ ان کا حلقۂ تبلیغ عرب و یورپ تک وسیع تھا۔ علامہ مرحوم کی وفات ان کے خاندان کا ہی نہیں پوری ملتِ اسلامیہ کا نا قابل تلافی نقصان قرار دیا جا سکتا ہے۔ قرآن و حدیث اور مسلک اہل حدیث کیلئے ان کی خدمات تاریخ کا نا قابل فراموش باب ہیں۔ ان کی وفات کے بعد پیدا ہونے والا خلاء پُر ہونا ممکن نہیں۔

علامہ موصوف اپنے مسلک کی توسیع و اشاعت میں تاریخی کارنامے سرانجام دے گئے۔ ہزارہا لوگوں کو قرآن و حدیث کی آواز کا شیدائی بنا گئے، جو قصے کہانیاں اور قوالیاں سننے کے عادی تھے۔ پاکستان میں قرآن و حدیث کی تبلیغ و اشاعت، مساجد کی تعمیر، یتیموں اور غریبوں کی فلاح و بہبود کیلئے رفاہی اداروں اور ہسپتالوں کے قیام کیلئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں اور عالم اسلام میں اتفاق و اتحاد اور مسلمانوں کے درمیان باہمی رواداری اور ہر مشکل وقت میں ان کی رہنمائی کا فریضہ انتہائی جرأت اور استقامت سے ادا کیا۔ عالم اسلام میں بعض شخصیات اپنے

مسلک اور فرقہ کی ترجمان نہیں بلکہ وہ پوری امت مسلمہ کی میراث ہوتی ہیں۔ ان ہی نابغۂ روزگار شخصیات میں علامہ مدنی بھی شامل ہیں۔ خلیج کی جنگ کے موقع پر انہوں نے قائد تحفظ حرمین شریفین موومنٹ کی حیثیت سے انتہائی فعال کردار ادا کیا۔ حالیہ افغانستان بحران کے موقع پر بھی انہوں نے عوام کی حقیقت پسندانہ رہنمائی فرمائی۔

تدریس کی زینت اور منبر رسول ﷺ کے نہایت ہی موزوں وارث تھے۔ کتاب اللہ کے ماہر اور حدیثِ رسول ﷺ کے شارح تھے۔ خطاب ان کا مدلل اور کتاب وسنت کے حوالوں سے مزین ہوتا۔ من گھڑت، موضوع بے سروپا اور بے سند روایات سے طبعاً نفرت کرتے۔

علامہ مدنیؒ نے قرآن وحدیث کے مسئلہ پر زندگی میں کبھی بھی مصلحت یا سودے بازی سے کام نہیں لیا۔ اپنے جرأت مندانہ کردار، شبانہ روز اور پرخلوص جدوجہد سے مشرکانہ عقائد اور شرک وبدعات کے مقابلہ میں ساری زندگی چٹان کی طرح ڈٹے رہے ؎ جذبۂ توحید سے سرشار، حرمین کا خادم ظلمتِ شرک میں چراغ جلانے والا

اپنے رب العالمین پر بھروسہ کرنا تو کوئی ان سے سیکھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ جب آسمان پر رب ہے..... ہمیں فکر کس کا ہے؟ صرف اس ایک ذات پر بھروسہ کرو کہ اس کے بغیر کہیں کوئی رسائی نہیں ہوسکتی۔

علامہ مدنی حد درجہ ملنسار اور خاکسار تھے۔ زندگی میں اتنے عظیم مقاصد، اعلیٰ مدارج اور اونچے مناصب پانے کے بعد بھی طبعیت میں وہی درویشی قائم رہی جو روزِ اول سے تھی۔ ان سب انعامات اور اعزازات کو صرف اور صرف اللہ باری تعالیٰ کی عنایات سے تعبیر کرتے اور اپنی کسی کاوش کا حوالہ نہ دیتے۔

انہیں خوشامد کا ڈھنگ تھا نہ قرب کے حصول کے آداب سے شناسائی، وہ بادشاہوں سے سکندرانہ جلال کے ساتھ ملتے اور علماء میں اٹھتے بیٹھتے تو تواضع وانکساری غالب رہتی۔ مگر دوست پروری میں اپنی مثال آپ تھے۔ عرب وعجم بلکہ پورے یورپ تک وسیع حلقۂ احباب تھا۔ پاکستان میں آپ کے تعلقات اور حلقۂ احباب کی وسعت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ پاکستان میں کوئی علاقہ ایسا نہ ہوگا جہاں آپؒ کا کوئی عقیدت مند موجود نہ ہوگا۔ حکومتی سطح پر بھی آپؒ کو بڑی پذیرائی حاصل تھی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان میں بھی آپ کو ایک اعلیٰ ترین مقام حاصل تھا اور آج پورا عالم اسلام ان کی وفات پر سوگوار ہے۔ آپ ایک کامیاب مدرس، پرجوش مقرر، دور اندیش قائد اور بہترین منتظم تھے ؎ نگاہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کیلئے

جامعہ ان کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز تھا۔ انہوں نے اس کے انتظام وانصرام کو نہایت احسن طریقے سے چلایا۔ اس کے تعلیمی معیار کو قابل رشک بلندی تک پہنچا دیا۔ اسے قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت کیلئے منفرد مرکز بنا دیا۔ بلکہ اپنے اور اپنے آباؤاجداد کیلئے عظیم صدقہ جاریہ کی حیثیت دے دی۔

''اور خوش بخت ہیں وہ لوگ جو اپنے والدین کیلئے صدقہ جاریہ بنتے ہیں اور اپنے والدین کے مشن کو زندہ اور درخشندہ رکھتے ہیں اور ان ہی جیسے خوش نصیب افراد میں مولانا محمد مدنیؒ کی ذات گرامی بھی شامل ہے۔

؎ مت سہل انہیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں